دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرینس نمبر:UK35 بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ تاریخ:10-10-2019

اللہ پاک سے وعدہ کرکے توڑ دینے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے یہ الفاظ بول کر اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ ”یااللہ عزوجل! میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ فلاں گناہ نہیں کروں گا“ لیکن اُس نے دوبارہ اُس گناہ کا ارتکاب کیا، تو اُس کے لیے کیا حکم ہوگا؟ کیا اسے کفارہ دینا ہوگا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صورت مسئولہ میں اس شخص نے اگر قسم کا کوئی لفظ نہیں بولا تھا، فقط ”....وعدہ کرتا ہوں الخ“ کہا تھا، تو یہ قسم نہیں ہوئی بلکہ اللہ عزوجل سے وعدہ ہوا، لہٰذا اس کے خلاف کام کرنے پر کوئی کفارہ تو لازم نہیں ہوا، لیکن یہ شخص سخت گنہگار ہوا کہ ایک تو یہ کام ہی گناہ تھا اور دوسرا یہ اللہ عزوجل سے وعدہ خلافی بھی ہوئی اور بلاشبہ اللہ عزوجل سے وعدہ کرکے پھر جانا بھی بہت سخت ہے اور اس پر شدید وعید آئی ہے، لہٰذا اس شخص کو چاہیے کہ وہ سچے دل سے توبہ کرے اور آئندہ تمام گناہوں سے اور بالخصوص اس گناہ سے بچتا رہے۔

وعدے کے لفظ سے یمین (قسم) منعقد نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس لفظ میں نہ تو لغوی اعتبار سے قسم کے معنی پائے جاتے ہیں، نہ شرع نے اس کو قسم کے الفاظ سے قرار دیا اور نہ عرف میں قسم کے لیے یہ استعمال ہوتا ہے، لہٰذا یہاں کوئی ایسا لفظ ہی نہیں بولا گیا، جس سے یمین منعقد ہو اور یمین اپنے مخصوص الفاظ کے بغیر منعقد نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ العنایہ میں ہے: ”ور کنھا اللفظ الذي ینعقد بہ الیمین “ترجمہ: قسم کا رکن وہ لفظ ہے جس کے ساتھ قسم منعقد ہو جاتی ہے۔

(العنایہ، کتاب الایمان، جلد 5، صفحہ 59، دار الفکر، بیروت)

اور اللہ عزوجل سے وعدہ کر کے پھر جانے کے متعلق امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں "اللہ واحد قہار سے وعدہ کر کے پھرنا بہت سخت ہے اور اس پر شدید وعید، فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ (ترجمہ کنز الایمان: تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔)" (فتاوی رضویہ، جلد16، صفحہ481، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک جگہ سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "اگر اپنی قربانی کی کھال مدرسہ میں دینے کو کہی تھی پھر نہ دی تو بیجا ہے، مگر چنداں الزام نہیں، جبکہ کسی عذر شرعی سے ایسا کیا ہو، ورنہ اللہ عزوجل سے وعدہ خلافی ہے، چنانچہ نتیجہ بہت شدید ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد6، صفحہ551، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

واضح رہے کہ یہاں لفظ "وعدہ" کو لفظ "عہد" پر قیاس کرتے ہوئے یمین کا حکم ثابت نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ لفظ وعدہ میں تو یمین کے معنی نہیں پائے جاتے جبکہ لفظ "عہد" عربی لغت میں یمین کے معنی میں آتا ہے اور شرعاً و عرفاً بھی یمین کے معنی میں یہ مستعمل ہے۔ اس لیے فقہاء کرام نے "علیَّ عہد اللہ" وغیرہ الفاظ کو یمین قرار دیا ہے چنانچہ لفظ عہد کے متعلق تاج العروس میں ہے: "العهد (الموثق. واليمين) يحلف به الرجل، والجمع: عهود، تقول: علي عهد الله وميثاقه لأفعلن كذا" ترجمہ: العہد کا مطلب مضبوط معاہدہ اور یمین ہے، اس لفظ کے ذریعے آدمی حلف اٹھاتا ہے اور اس کی جمع عہود ہے۔ (جیسے) آپ کہتے ہیں: مجھ پر اللہ کا عہد اور اس کا میثاق ہے کہ میں ایسا ضرور کروں گا۔ (تاج العروس، جلد8، صفحہ454، دار الهدایہ)

یونہی الصحاح تاج اللغۃ اور لسان العرب میں بھی العہد کا معنی: امان، یمین اور موثق لکھا گیا ہے۔

(لسان العرب، جلد3، صفحہ311، دار صادر، بیروت)

(الصحاح تاج اللغۃ، جلد2، صفحہ515، دار العلم للملایین، بیروت)

شرعاً اور عرفاً بھی لفظ عہد یمین کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اس کی صراحت فقہاء کرام نے کی ہے اور آیت مبارکہ بطور دلیل ذکر کی چنانچہ البحر الرائق میں ہے: "وقد استعمل في اليمين لقوله تعالى {وأوفوا بعهد الله إذا عاهدتم} [النحل: 91] الآية فقد جعل العهد في القرآن يمينا كما ترى" ترجمہ: لفظ عہد یمین کے معنی میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: "اور اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو" الآیۃ، اللہ عزوجل نے قرآن

میں عہد کو یمین قرار دیا ہے جیسا کہ آپ نے دیکھا۔

(البحر الرائق، کتاب الأیمان، جلد4، صفحہ308، دار الکتاب الاسلامی)

فتح القدیر، رد المحتار اور البحر الرائق وغیرہ میں ہے واللفظ للبحر: "وأطلقه فشمل ما إذا لم ينو لغلبة الاستعمال للعهد والميثاق في معنى اليمين فينصرف إليه "ترجمہ: مصنف نے مسئلہ مطلق بیان کیا لہذا یہ شامل ہو گا اس صورت کو بھی جس اس نے یمین کی نیت نہ کی ہو کیونکہ عہد اور میثاق یہ یمین کے معنی میں غالب الاستعمال ہیں، لہذا یہ دونوں الفاظ اسی معنی کی طرف پھیرے جائیں گے۔

(البحر الرائق، کتاب الایمان، جلد4، صفحہ308، دار الکتاب الاسلامی)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ لفظ عہد میں فی نفسہٖ یمین کے معنی پائے جانے کے ساتھ ساتھ شرع و عرف میں اس کا یمین کے معنی میں استعمال بھی ہے جبکہ لفظ وعدہ کی یہ کیفیت نہیں، لہذا وعدہ کرنے کو یمین نہیں کہا جا سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے اپنے متعدد فتاوی میں اللہ عزوجل سے وعدہ خلافی کی مذمت بیان فرمائی، لیکن اس کو یمین قرار دے کر اس پر کفارے کا حکم بیان نہیں فرمایا۔

نوٹ:

اس مسئلے سے متعلق پہلے ایک فتوی وائرل کیا گیا تھا کہ "اللہ سے وعدہ کرنا" یمین (قسم) کے حکم میں ہے اور اس کے خلاف کرنے پر کفارہ بھی لازم ہو گا، لیکن پھر تحقیق کرنے پر نتیجہ سامنے آیا کہ یہ یمین نہیں ہے اور اس کے خلاف کرنے پر کفارہ بھی لازم نہیں ہو گا، لہذا اُس پہلے والے فتوے سے ہم رجوع کرتے ہیں۔ اللہ کریم ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــه

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد ساجد عطاری

11صفر المظفر 1441ھ/10اکتوبر 2019ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے